استحصالی ٹیکس کا خاتمہ

زکوٰۃ پر مبنی نظام، برائے عدل و انصاف، معاشی ترقی اور قومی فلاح

وجیہہ – FUUAST- wajihaabdulsattar@gmail.com

پاکستان کی موجودہ معاشی صورتحال کا جائزہ لیا جائے تو بے جا ٹیکسز کی زیادتی، غربت کو تیزی سے پھیلا رہی ہے۔ غریبی کی یہ سائیکل دن بدن بڑھتی جا رہی ہے کہ اگر ایک مزدور شخص اپنی ضروریاتِ زندگی پر، اشیائے خورد و نوش پر 50-70 فیصد تک ٹیکسز دیتا ہے، جبکہ اسکی آمدن اس سے 30-50 فیصد تک کم ہے۔ قیمتوں کی زیادتی تناسبِ خرید کو گھٹا دیتا ہے اور یہ کمی روزگار کی کمی کا سبب بنتی ہے۔ معیشت تباہ ہونے پر حکومت قرض لیتی ہے اور ادائیگی کے لیے ٹیکسز مزید بڑھ جاتے ہیں۔ یہ غیر انصاف، ظالمانہ ٹیکسز کا اثر غربت کی دیواروں کو مزید اونچا کر دیتا ہے۔ پاکستان میں دن بدن غریب مزید غریب ہوتا جا رہا ہے اور امیر مزید امیر ہو رہا ہے

اگر اسکا حل زکوٰۃ کے نظام سے کیا جائے تو ایک بہترین اور ماڈرن اکانومی سسٹم مہیا کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد جو کہ قرآن مجید میں بھی واضح طور پر موجود ہے وہ بھی یہی ہے کہ دولت امیروں میں گردش کرتی رہے اور غریب پر معاشی تنگی کے بوجھ میں اضافہ نہ ہو اس طرح غربت کا خاتمہ یا غربت میں کمی لائی جا سکتی ہے۔

سب سے اہم اس بات کو سمجھنا ہے کہ زکوٰۃ صرف ایک اسلامی فریضہ ہی نہیں، بلکہ جن ریاستوں نے اس کے مقصد کو سمجھا وہ اسی نظام کے تحت ایک بہترین اور متوازن اکانومی کی مالک ہیں، اور اسی نظام کے ذریعے اپنے معاشی حالات سے لڑنے میں کامیاب ہیں۔

اگر دیکھا جائے تو (www.ictd.pk) کی ریسرچ کے مطابق پاکستان سب سے زیادہ زکوٰۃ ادا کرنے والا ملک ہے، جس کے حساب سے تقریباً 1.7 بلین سے زیادہ سالانہ زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ درحقیقت یہ زکوٰۃ ہر شخص اپنا اسلامی فریضہ سمجھ کر انفرادی طور پر ادا کر دیتا ہے۔ جبکہ اسلامی فریضہ کے حساب سے بھی زکوٰۃ ادا کرنے کا ایک مکمل اجتماعی نظام قائم تھا کہ اسلامی حکومت کے ذمہ داران امیروں سے جن کے پاس ان کے مال میں ضرورت سے زیادہ ایک حد موجود ہو اسکا 40 فیصد اور زراعت سے ملنے والا عُشر جو کہ فصل کا 10 فیصد حصہ ہو، وہ جمع کر کے طے شدہ نظام کے تحت صرف کرتے تھے، جس میں قرض داروں کے قرضے کی ادائیگی سے لے کر غربت کے خاتمے کے لیے غریبوں کے لیے وظیفہ بھی مقرر تھا

زکوٰۃ کا یہ اجتماعی نظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ٹوٹنے ہی والا تھا جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، یعنی اجتماعی نظام اس نظام کی تکمیلِ مقصود کے لیے ضروری ہے۔

اگر پاکستان کا ایک مزدور آٹے کی بوری لیتے ہوئے وہی ٹیکس دے گا جو ایک امیر یا بااثر شہری ادا کر رہا ہے تو یہ ٹیکس ظالمانہ ہے، جس کے پاس ضروریاتِ زندگی کے لیے آمدن پوری نہ ہو رہی ہو وہ بے جا ٹیکس ادا کرنے کا اہل کیسے ہو سکتا ہے۔

پالیسی کے حساب سے ایک فائلر جس کی سالانہ آمدن 60 لاکھ سے کم ہو سال گزرنے کے بعد اپنے تمام بلز پر ادا کیے گئے ٹیکسز کی رقم واپس حاصل کر سکتا ہے، مگر اصل سوال یہ ہے کہ جب ایک عام دکان یا ریڑھی سے سامان لینے والا شخص نہ خریداری پر بل وصول کر رہا ہے اور نہ ہی وہ یہ جانتا ہے کہ کس چیز پر کتنے فیصد ٹیکس ادا کر رہا ہے تو اس کے لیے اس پالیسی کا کیا فائدہ ہوگا۔

بجلی، گیس اور پانی کے ساتھ ساتھ آٹے، گھی اور چینی جیسی بنیادی ضرورتیں بھی ٹیکسز سے مزین ہیں۔ یہی زیادتی تناسبِ خرید کو کم کر دیتی ہے، اس سے بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا حل ٹیکسز کو مزید بڑھا کر کیا جاتا ہے، جو کہ مزید ایک بڑھتا ہوا مسئلہ بنتا ہے حل نہیں بنتا۔

زکوٰۃ کا نظام قائم کرنے کے لیے پاکستان ایک بہترین ملک ہے جہاں سب سے زیادہ زکوٰۃ ادا کی جارہی ہے اگر یہی زکوٰۃ اجتماعی نظام کے تحت وصول کی جائے اور ہر شخص اپنی آمدن کے تناسب سے اپنا مخصوص حصہ مقررہ وقت پر ادا کرے اور وہ لوگ جو اپنی ضروریاتِ زندگی کے لیے لڑ رہے ہیں یہ ان کی آسانی کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ ایک بہترین حل ہو سکتا ہے۔

اس کے برعکس اگر موجودہ نظام کے مستقبل کی طرف نگاہ کی جائے تو مسائل اسی رفتار سے بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پاکستان میں زکوٰۃ ریاست کو ادا کرنے کا آپشن رکھا گیا ہے مگر اس کو لازمی قرار نہیں دیا گیا بالکل اسی طرح کثیر تعداد میں عوام فائلر بھی نہیں اور اسی وجہ سے ان کی آمدن کا حساب نہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ٹیکس کی ادائیگی سے بھی آزاد ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے لوگ ہیں وہ انفرادی طور پر اپنے عزیز و اقارب میں ادا کر دیتے ہیں اس بے ترتیب نظام کے سبب نہ زکوٰۃ کے مقصد کی تکمیل ہوتی ہے نہ ہی ریاست کی معیشت پر کوئی اثر پڑتا ہے

ایک عام پاکستانی ہونے کے ناطے میں یہ اس نظام کے ذریعے یہ حل سوچتی ہوں کہ اگر ہر شخص موجودہ زیور اور ضرورت سے زیادہ مال پر 40 فیصد ادا کرے گا تو اس کے ذریعے سے روزگار بڑھا کر وہ لوگ جو مزید نیچے کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں وہ اپنے مسائل اپنی آمدن سے حل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ روزگار کا تناسب بڑھنے سے زکوٰۃ ادا کرنے والوں کا تناسب بڑھنے لگے گا اور معاشی حالات تیزی سے بہتر ہونے لگیں گے۔

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف قرآن مجید میں بیان کیے گئے؛

فقراء

مساکین

عاملین

مؤلفۃ قلوب (نئے مسلمانوں کی دلجوئی کے لیے)

مسافر (جس کا زادِ راہ اسے کافی نہ ہو)

غلام آزاد کروانے کے لیے

قرضداروں کا قرض ادا کرنے میں

اللہ کے راستے میں

اس میں سے عاملین اور مؤلفۃ قلوب کے احکامات اب منسوخ ہونے کے بعد بھی چھ مصارف باقی ہیں جن پر زکوٰۃ کی رقم صرف کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور وہ اصول و احکام کے جاننے والے ہوں جو اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں

روزگار بڑھانے کی مد میں جو رقم لگائی جائے وہ فقراء اور مساکین کے مصرف سے طے کی جائے جس میں ان کو حکومت کی جانب سے تنخواہ ادا کرنے کے بعد دی جانے والی مراعات اور بونس میں زکوٰۃ کو استعمال کیا جائے جبکہ تنخواہ زکوٰۃ میں سے نہیں طے کی جاسکتی

اس وقت پاکستان کے 70 فیصد مسائل، معاشی حالات کی بے ترتیبی کی وجہ سے ہیں۔ جرائم کا بڑھتا ہوا تناسب، غربت کے بڑھتے ہوئے تناسب کے سبب سے ہے۔ غربت کا خاتمہ ان دو صورتوں میں بہترین طریقے سے ہوسکتا ہے جب؛

ضروریاتِ زندگی پر سے ظالمانہ ٹیکسز کا خاتمہ کیا جائے، -1

اس کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے زکوٰۃ کی ادائیگی کا اجتماعی نظام ترتیب دیا جائے۔

زکوٰۃ کے اجتماعی نظام سے حاصل ہونے والی رقم سے روزگار بڑھانے کی ترتیب بنائی جائے۔ -2

روزگار بڑھنے سے لوگ زکوٰۃ ادا کرنے والوں میں شامل ہونے لگیں گے بنسبت زکوٰۃ کے حق داروں میں شامل ہونے کے۔

دوسری اہم وجہ کہ پاکستان اس نظام کے لیے موزوں کیسے ہیں، وہ یہ ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے، زراعت کا 10 فیصد عُشر جمع کر کے مزید وسائل کے ذریعے اس زراعت کو بھی فروغ دیا جائے، زراعت کی فروغ سے ایکسپورٹ بڑھائی جائے اس طرح معیشت تیزی سے ترقی کرنے لگے گی۔ پیداوار میں اضافہ عُشر میں بھی اضافے کا سبب بنے گا اور ایکسپورٹ میں بھی، یہ اضافہ دونوں طرف سے معیشت کو سپورٹ کرے گا اور مسائل کا خاتمہ تیزی سے ہو سکے گا۔

ایک عام ماحول میں پرورش پانے والی شہری ہونے کے حساب سے پاکستانیوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کی اہمیت بچپن سے سکھا دی گئی ہے تو اچھی بات یہ ہے کہ عوام کو اس کی اہمیت اور شعور دلانے کی محنت کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

مگر اس نظام کو شروع کرنے میں جو ایک اہم مسئلہ درپیش ہوگا کہ عوام کو یقین دلانے کی ضرورت ہوگی کہ ان سے لی جانے والی زکوٰۃ ان کے لیے استعمال کی جائے گی۔ اس بھروسے کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آغاز عوام کی یقین دہانی کروانے سے کیا جائے۔ جب ضروریاتِ زندگی سے ٹیکسز کا خاتمہ کیا جائے گا تو یہ آغاز عوام کو سہولت دینے کے ساتھ ساتھ حکومت پر بھاری ہو سکتا ہے لیکن اس بھروسے کے قائم ہونے کے بعد ملنے والی مسلسل زکوٰۃ اور عشر، اور اس سے نشوونما پانے والا ایک مکمل، ماڈرن معاشی نظام جو کہ نہ صرف ایک اسلامی فریضہ ہے بلکہ آج ترقی یافتہ ممالک کا مستعمل نظام بھی یہی ہے، تیزی سے غربت کے خاتمے کی طرف قدم بڑھائے گا۔ یہ معاشی نظام فوری طور پر غربت کا خاتمہ نہیں کرے گا مگر غربت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

سعودی عرب، ملائیشیا اور انڈونیشیا اب بھی زکوٰۃ کے اجتماعی نظام پر قائم ہیں اور اپنی اکانومی کو مزید بہتر بنانے میں کامیاب ہیں آج ان تینوں ممالک کو High-income Islamic countries میں شمار کیا جاتا ہے

حکومت اگر نادرا اور آنلائن بینکنگ کے نظام کو شامل کرتے ہوئے ایک کمیٹی تشکیل دے جس کی ذمہ داری زکوۃ کی وصولی اور اس کے مصرف کی ہو تو جلد ہی اس نظام کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔

1.7 بلین سے زیادہ کی زکوۃ اگر پاکستانی سالانہ ایک اجتماعی نظام کے تحت جمع کرنے لگیں اور اس کے مصرف سے مسائل کو حل کیا جائے، وسائل کو بڑھایا جائے تو پاکستان جلد ہی اپنے قرضے بھی ادا کر سکتا ہے اور غربت پر قابو بھی پا سکتا ہے۔